الضربات الاویسیۃ علی اعناق الوھابیۃ

رحمۃ اللہ علیہ

کیا غوثِ اعظم وھابی تھے؟

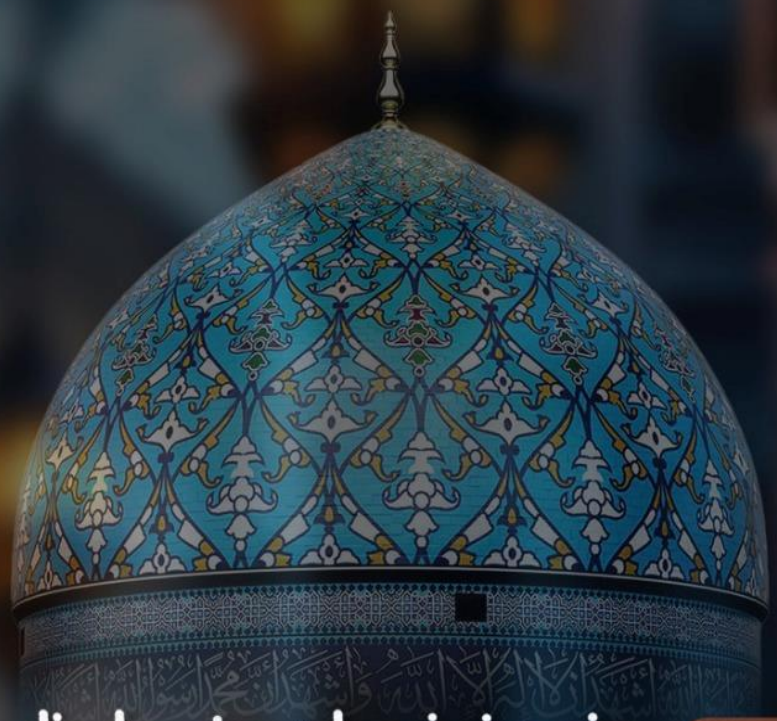

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابوصالح مفتی

تصنیفِ لطیف

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی رَسُولِہِ الْکَرِیمِ، وَعَلَی آلِہِ وَصَحْبِہِ، وَابْنِہِ الْغَوْثِ الْبَاہِرِ السُّلْطَانِ مُحْیِي الدِّینِ السَّیِّدِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیلَانِيِّ قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِيِّ، وَعَلَی أَوْلِیَاءِ أُمَّتِہِ أَجْمَعِینَ

اما بعد! کسی نے مجھ سے سوال کیا کہ

کیا غوث جیلانی وھابی تھے؟ اور خود میں نے بھی اپنے پڑوسی خطیب سے بارہاسنا کہ "تمہارے پیرانِ پیر تو ہمارے ہم مذہب یعنی وہابی غیر مقلد تھے (معاذ اللہ)!" میں نے اپنی جماعت (ساتھیوں) اور سائل (پوچھنے والے) کو تسلی دی: یہ اُن کی طفل تسلی (بچکانی تسلی) ہے، بلکہ یہود و نصاریٰ کی وراثت (یہودیوں اور عیسائیوں کی پرانی چال) ہے، کہ وہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کہتے تھے (معاذ اللہ): "ابراہیم علیہ السلام یہودی و نصرانی (یہودی یا عیسائی) تھے!" تو جیسے اللہ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام میں یہودیت و نصرانیت کا نشان تک نہ تھا[1]، اور ابراہیم علیہ السلام نبی و خلیل تھے، ایسے ہی ہم کہیں گے کہ غوثِ اعظم (رضی اللہ عنہ) میں وہابیت کا نام (وہابی ہونے کا کوئی اثر) تک نہ تھا، اور سیدُنا غوثِ اعظم پیرانِ پیر (سب سے بڑے ولی) تھے۔ لیکن چونکہ یہ لوگ عوام کو بہکانے کے استاد ہیں، جو بات منوانا چاہیں، ہزاروں جھوٹ بول کر بھی منوانے کی سَعی (جھوٹ گھڑ کر بات منوانے کی کوشش) کرتے ہیں۔ کچھ اس مسئلہ میں بھی ان کا یہی وطیرہ (چال یا مستقل روش) ہے۔ لیکن ہر زمانے میں چور ہوتے ہیں، تو ساتھ اُن کے لیے سرکوب (مقابل اور جھوٹ کو روکنے والے) بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں: "لِکُلِّ فِرْعَوْنٍ مُوسٰی" (ہر ظالم کے مقابلے میں ایک حق پرست پیدا ہوتا ہے) عربی کا مشہور مقولہ ہے۔ اگرچہ شروع میں اُسے غلط نسبت سے خوب اچھالا گیا، لیکن ہمارے علماء و مشائخ کو اللہ خوش رکھے ہر جگہ اُن کی ناکہ بندی (روک تھام اور بندش) کر دی، دلائل سے عوام کو مطمئن کیا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ چونکہ فقہ میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے مقلد (اتباع کرنے والے) تھے، اِس لیے اُن کی فقہ کے مطابق رفع یدین کا ذکر "غُنیۃ الطالبین" میں ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ جو بھی رفع یدین کرے اور آمین بالجہر (اونچی آواز سے آمین کہے)، وہ وہابی (غیر مقلد فرقے کا فرد) ہو۔ اگر ان کا یہ قاعدہ مان لیا جائے تو کل کو مالکی فقہ پر عمل کرنے والے لوگوں کے بارے میں بھی دعویٰ کیا جائے گا کہ یہ شیعہ ہیں، اس لیے کہ وہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ خوب! جتنا رنگ کے کالے، سب باپ کے سالے!

اِس رسالہ میں وہابیوں اور غیر مقلدین کے اُن تمام سوالات کے جوابات جمع کیے گئے ہیں جو سیدُنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں "وہابی" ہونے کا وہم وہابیوں کے دماغ میں پیدا ہوتا ہے۔ اِسی لیے اِس کا نام ہے: "الضَّرَبَاتُ الأَوِیسِیَّۃُ عَلٰی أَعْنَاقِ الْوَھَّابِیَّۃِ" عُرف: "کیا غوثِ اعظم وہابی تھے؟"

وَمَا تَوْفِیقِي إِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِيِّ الْعَظِیمِ، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالَیٰ عَلَیٰ حَبِیبِہِ الْکَرِیمِ الْأَمِینِ، وَعَلٰی آلِہِ وَأَصْحَابِہِ أَجْمَعِینَ۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** غفرلہٗ

۲۷ صفر ۱۴۱۱ھ بروز شنبہ

---

[1] (آلِ عمران: 67) مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

تمہید

"بُڑھیا کا بیڑا" نامی رسالہ بڑے عرصے سے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوتا چلا آیا ہے، درجنوں بار چھپا ہے، باوجود اس کے کہ مدت سے اس کے ابتداء میں مخالفین کو اس کی تردید (ردو مخالفت) کی دعوت بھی دی گئی ہے، لیکن بفضلہٖ تعالیٰ (اللہ کے فضل سے) مخالفین کی طرف سے کسی قسم کی تردید دیکھنے سننے میں نہیں آئی "السُّکوتُ مِنَ الرِّضا" تائید (منظوری) سمجھی جاتی ہے۔ اِس لیے فقیر اس سے بھی تردید کے فکر سے بے فکر ہو گیا، لیکن صدی کی تبدیلی پر (یعنی نئی صدی کے آغاز پر) مخالفین نے رنگ بدل کر، پرانے سوال ملا کر جدید بے ڈھب اعتراضات (بے ربط اور فضول اعتراضات) شائع کرنے شروع کر دیے ہیں۔ فقیر وہی رفتار بے ڈھنگی (غیر روایتی انداز) جو پہلے تھی، وہ اب بھی ہے۔ کا تصور کر کے اپنے دوسرے مشاغل (مصروفیات) میں لگا رہا، لیکن کارکنانِ مکتبہ اویسیہ رضویہ (ادارے کے خدام و خادمین) نے رسالہ مذکورہ (اوپر ذکر شدہ رسالہ) کے جدید ایڈیشن کی اشاعت (نئی طباعت) پر چند ضروری سوالات کے جوابات لکھنے پر مجبور فرمایا۔ اگرچہ یہ سوالات مع جوابات فقیر نے اپنی کتاب: ''هَدِيَّةُ السَّالِكِينَ فِي غُنْيَةِ الطَّالِبِينَ'' میں لکھ دیے ہیں، لیکن رسالہ ہٰذا کی مناسبت پر چند سوالات مع جوابات یہاں عرض کرتا ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

سوال: شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نماز میں رفع یدین کرتے تھے سنی، حنفی (بریلوی) اُن کے خلاف کیوں؟ اُن کے اِس عمل سے تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی اہلحدیث وہابی تھے۔ (معاذ اللہ)

جواب: یہ سوال عموماً "وہابی غیر مقلدین عوامِ اہلسنت کے بہکانے کی غرض سے پیش کرتے ہیں اَہلِ علم کے سامنے ایسی بات کرنے سے شرماتے ہیں غیر مقلدین کو "غنیۃ الطالبین" نامی کتاب سے دھوکا لگا ہے اور وہ دھوکہ صرف کم علمی کی وجہ سے ہے ورنہ محققین علماءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ یہ کتاب سیّدنا غوثِ اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کی نہیں۔

شاہ عبد الحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ: شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ہرگز نہ ثابت شدہ کہ ایں تصنیف آنجناب است اگرچہ انتساب با آنحضرت دارد[2] (حاشیہ نبراس، ص475)

یعنی بڑی تحقیق کے بعد کہیں سے یہ ثبوت نہیں ملا کہ "غُنْيَةِ الطَّالِبِينْ" سیّدنا غوثِ اعظم جیلانی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، اگرچہ اس کا انتساب ان کی طرف منسوب ہے۔

حضرت علامہ مولانا عبد العزیز پرھاروی رحمۃ اللہ علیہ: آپ فرماتے ہیں:

---

[2] (امام الاولیاء بحوالہ حاشیہ نبراس، ص85، مکتبہ اعلحضرت)

""غُنِيَّةُ الطَّالِبِينَ" مَنْسُوبَةٌ إِلَى الغَوْثِ الأَعْظَمِ عَبْدِ القَادِرِ جِيلَانِيٍّ قُدِّسَ سِرُّهُ الْعَزِيزُ غَيْرُ صَحِيحَةٍ،

وَالأَحَادِيثُ الْمَوْضُوعَةُ فِيهَا وَافِرَةٌ-"(شرح شرح العقائد بالنبراس، صفحہ ۴۵۵، وکوثر النبی از موصوف مذکورہ ترجمہ)

ترجمہ: تجھے اس سے دھوکہ نہ ہو کہ بعض مسائل "" غنية الطالبين "میں احناف کے خلاف ہیں اور وہ "" غنية الطالبين "سیدنا غوث پاک کی طرف منسوب ہے، یہ انتساب تو بالکل ہی غلط ہے کیونکہ اُس میں بہت سی اَحادیث من گھڑت و موضوع درج ہیں۔

مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ تعالی: فرماتے ہیں کہ

إِنَّ الغُنْيَةَ لَيْسَتْ مِنْ تَصَانِيفِ الشَّيْخِ مُحِي الدِّينِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ أَنَّ الغُنْيَةَ مِنْ تَصَانِيفِهِ وَإِنِ اشْتُهِرَ انْتِسَابُهَا إِلَيْهِ-[3]

ترجمہ"" غنية الطالبين "حضرت شیخ محی الدین جیلانی کی تصانیف میں سے ہر گز نہیں اُن کی تصانیف میں اس کا نام و نشان نہیں ملتا اگرچہ اس کا انتساب ان کی طرف مشہور ہے۔"

فتاوی نظامیہ: صفحہ ۲۳۵، جلد ۲ مشمولہ جامع الفتاوی میں ہے کہ بڑے بڑے علماءِ دین و مؤرّخین نے لکھا ہے کہ یہ کتاب حضرت سید عبد القادر جیلانی کی نہیں ہے، یہ کوئی اور عبد القادر ہے۔ اگر غنية الطالبين سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف وہابیہ غیر مقلدین کو تسلیم ہے، اور صرف اسی کے بل بوتے (سہارے پر) حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنا ہم مسلک (عقیدے میں شریک) سمجھتے ہیں، تو پھر یہ سودا اُنہیں نقصان دے گا، کیوں کہ غنية الطالبين اُن کے مذہب یعنی وہابیہ کے بھی خلاف ہے۔ اس کی تفصیل آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

جواب ۲: غنية الطالبين حنبلی فقہ پر لکھی گئی ہے، اور امام حنبل رضی اللہ عنہ کے اجتہاد میں رفع یدین اور آمین بالجَہر (نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد بلند آواز سے آمین کہنا) ہے، اور ہم ہر امام مجتہد کو حق (درست) مانتے ہیں، لیکن تقلید (اتباع) میں اپنے امام کے اجتہاد کو ترجیح دیتے ہیں، جیسا کہ بحثِ تقلید میں اس کی تحقیق سے واضح ہے۔ اور پھر صرف رفع یدین اور آمین بالجہر لے لینا اور غنية الطالبين کے باقی مسائل (احکام) سے منہ پھیرنا کہاں کی دیانتداری ہے؟ کیا أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ (البقرۃ:85)[یعنی کتاب کے بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔] اس بیماری کا دَورَہ (شدت والا حملہ) تو سر پر نہیں چڑھ گیا؟ سینکڑوں مسائل غنية میں ایسے ہیں جو غیر مقلدین کے لیے تلوار ہیں۔ اگر وہ ہم پر ان رفع یدین اور آمین بالجہر سے اپنے قائل کرانا چاہتے ہیں، تو وہ غنية کے دوسرے مسائل و عقائد (اعتقادی نظریات) کو بھی مان لیں اور ان پر عمل کر دکھائیں، تب ہم سمجھیں گے کہ اپنے دعوے میں سچّے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ (غیر مقلدین) زہر کا پیالہ تو پی لینا منظور کر لیں گے، لیکن غنية کے ان عقائد و مسائل کو ہر گز تسلیم نہ کریں گے۔ ان مسائل و عقائد کا نمونہ (مثالیں) ہم نے اپنی کتاب هدية السالكين میں لکھ دیا ہے۔

سوال: تم لوگ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو اتنا بڑھا چڑھا کر مانتے ہو کہ نبی علیہ السلام کے بعد اگر کسی کا مرتبہ ہے تو وہ شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالی کا ہے، یہ بھی اُن کا افتراء (جھوٹا الزام) ہے ورنہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو صرف اولیاء سے افضل مانتے ہیں نہ کہ انبیاء و صحابہ و اہل بیت سے یہاں تک کہ ہم

---

[3] (رفع و التكميل لعبد الحي الكنوي، ص172إلى 173، مكتبة ابن تيمية، 2004م)

نے کسی دیوبندی حنفی سے سنا کہ بریلوی اہلسنت شیخِ مذکور کو تیسرا خدا مانتے ہیں، تو پھر اتنا بہت بڑے پیر کو کسی تقلید کی کیا ضرورت بالخصوص امام احمد حنبل کی جب کہ تمام آئمہ اربعہ کے چہارم نمبر پر ہیں وہ اتنے بڑے پیر تھے، تو انہیں مسائلِ شرعیہ میں خود اجتہاد کرنا لازمی تھا، یا مقلد بننا تھا تو کسی بڑے امام کا۔

تمہید الجواب

واقعی ہم غوثِ اعظم کو اِس طرح مانتے ہیں:

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء چوں مصطفی درمیانِ انبیاء (علیہم السلام)

لیکن جس دیوبندی نے یہ کہا کہ بریلوی اہلسنت غوثِ اعظم کو تیسرا خدا مانتے ہیں یہ اُس کا منجملہ ان مفتریات کے ہے جس طرح تم ہمارے اوپر افترا بازی کرتے ہو جس کا جواب ہمارے ہاں صرف اتنا ہے: "إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ" (النحل:105)[بے شک جھوٹا افتراء بے ایمان لوگ کرتے ہیں۔"]

یاد رہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ جملہ اولیاءِ کرام سے افضل ہیں اور اولیاء سے عُرفِ شرعی ولایت مراد ہے اِس سے صحابہ کرام و اہل بیت عظام اور امام مہدی و عیسی علیہ السلام مستثنی ہیں، اِس کی تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب "قدم غوثِ اعظم بر اولیاءِ جملہ عالم" میں پڑھیے۔

تحقیق الجواب

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ایک انسان اور بَشر تھے، لیکن ولایت و محبوبیت (دوستی اور قربِ الٰہی) میں اولیاءِ کرام سب ہیچ (کم درجے کے) اور آپ سب کے سرتاج (سربراہ) ہیں۔ جسے ولایت کے درجات و مراتب و کمالات معلوم ہیں، وہ متفق ہو کر بارگاہِ غوثیت (غوثِ پاک کی عظمت) میں عرض کرتے ہیں:

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا اُونچے اُونچوں کے سروں سے قدم اعلی تیرا

اِس بناء پر ہم غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو ولایت کے جمیع مراتب اور کمالات جامع مانتے ہیں، نہ ہم اُنہیں خدا مانتے ہیں نہ خدا کا شریک، نہ جزہاں (نہ خدا کا کوئی جز یا حصہ)، اُنہیں محبوبِ خدا ضرور مانتے ہیں اور یہی ایک مسلمان کا عقیدہ ہونا چاہیے۔ لیکن جن کے دلوں میں مرض (باطنی کجی یا بد نیتی) ہو تو اُن کا علاج ہمارے پاس نہیں۔

باوجود اِن سب کے، الحمد للہ وہ مقلد (فقہی پیروکار) تھے، غیر مقلد نہیں تھے۔ اس کی وہی وجہ تھی کہ ائمہ اربعہ (چاروں اماموں: ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل) کی تقلید پر جمیع امت کا اجماع (متفقہ رائے) ہو چکا تھا۔ پھر آپ نے اپنے نانا کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی امت میں اِفتراق و نِفاق (انتشار اور فرقہ بندی) کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا، تاکہ آنے والی نسل کو یقین ہو کہ جب اتنا بڑا غوث تقلیدِ شخصی (کسی ایک امام کی فقہ پر عمل) کے نہ صرف قائل بلکہ عامل (عمل کرنے والے) ہیں، تو پھر اس سے جو بھی پھرے گا وہ "شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ"[4] (جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں جائے گا) کا مصداق ہو گا۔ ورنہ آپ چاہتے تو اپنے اجتہاد سے آیات و احادیث سے ہزاروں مسائل کا استنباط فرماتے، لیکن آپ نے امت کے حال پر ترس کھا کر شیرازہ بکھرنے (امت کو منتشر کرنے) کے بجائے تقلید کے باب کو اور مضبوط تر بنا دیا۔ ورنہ بهجة الاسرار میں ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ مجتہد فی المذہب (فقہی اجتہاد کی صلاحیت رکھنے والے) تھے، تفصیل فقیر کی "شرح حدائقِ بخشش" میں دیکھیے۔

---

4) (المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، الباب ومن هم یحیی بن ابی المطاع القرشی، 1/ 102، الحدیث: 396، دار الکتب العلمیة، بیروت)

آپ اجتہاد کرتے تھے، ان کا اجتہاد کبھی مسلکِ شافعی پر ہوتا اور کبھی مسلکِ حنبلی پر۔ یہ مشہور ہے کہ آپ مذہبِ حنبلی پر تھے، اور بغداد میں اکثریت علماءِ حنابلہ کی ہی تھی، چونکہ امام احمد بن حنبل بھی بغداد میں رہے، اِس لیے ان کی تعلیمات کا اثر زیادہ تھا۔ آپ کا مقبرہ بھی بغداد میں ہے۔ پہلے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی بغداد میں رہے، پھر حضرت امام احمد بن حنبل کو بغداد میں چھوڑ کر خود مصر چلے گئے۔ جناب غوث الاعظم حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بعض فقہی مسائل میں اختلاف رکھتے تھے، چنانچہ آپ نے اپنی کتاب میں بہت سے مقامات پر لکھا ہے: "قَالَ الإِمَامُ أَحْمَدُ" (امام احمد نے فرمایا)، "قَالَ إِمَامُنَا أَحْمَدُ" (ہمارے امام احمد نے فرمایا)۔ آپ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے بڑے مدّاح (تعریف کرنے والے) تھے۔

شیخ قدوہ ابوالحسن علی بن الہیتی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سید عبد القادر جیلانی اور شیخ بقابن بطو کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل کی قبر کی زیارت کی میں نے دیکھا کہ حضرت امام حنبل بہ نفس نفیس قبر مبارک سے باہر تشریف لائے اور سیدنا عبد القادر کو اپنے سینے سے لگایا اور ایک اعلی خلعت پہنائی اور کہا عبد القادر! لو علم شریعت، علم طریقت، علم حال و علم فعل الرجال اللہ تعالی نے آپ کے سپرد کر دئے ہیں۔ صاحب بہجتہ الاسرار نے ایک بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ عراق کے علماء کی طرف سے ایک فتوی آیا جس پر علماء عراق و عجم جواب دینے سے قاصر تھے صورت مسئلہ یہ تھی۔[5]

فتوی غوثیہ: کیا فرماتے ہیں علمائے سادات اُس انسان کے بارے میں جس نے اِس شرط پر اپنی بیوی پر تین طلاق کی قسم کھائی کہ اگر وہ ایسی عبادتِ خداوندی کرے جس میں ساری کائناتِ ارضی میں اس کا اس وقت کوئی شریک نہ ہو سکے، ایسے حالات میں اسے کونسی عبادت کرنا ضروری ہے اور اگر وہ نہ کر سکے تو کیا اس کی بیوی کو تین طلاق واقع ہو جائیں گی؟ آپ نے فوری طور پر جواب لکھا کہ وہ شخص فوری طور پر مکہ مکرمہ آئے مَطاف کو خالی کرایا جائے اور وہ تنہا طواف کرے، اِس طرح اُس پر قسم واقع نہیں ہو گی۔[6] (زبدۃ الآثار)

100 (سو) فقہا لاجواب

تفریح الخاطر میں یہ بات ثابت ہے کہ سو فقہاءِ بغداد آپ کی خدمت میں اِس نیت سے آئے کہ آپ پر سوالات کی بوچھاڑ (بے تحاشہ سوالات) کر کے لاجواب بنا دیں گے۔ لیکن جب وہ حاضر ہوئے تو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیبت (روحانی دبدبہ اور رعب) چھا گئی۔ آپ نے خود فرمایا: "اے فلاں! تیرا مسئلہ یہ ہے اور اُس کا جواب یہ ہے، اور اے فلاں! تیرا مسئلہ یہ ہے اور اُس کا جواب یہ ہے"۔ اسی طرح ہر شخص کو اس کے سوال کے ساتھ ساتھ جواب بھی بتا دیا (ملخّصًا)۔ اِسی لیے یہ نہ سمجھئے کہ آپ صرف ولایت کے سرتاج تھے، بلکہ آپ میں فقاہت اور درجۂ اجتہاد کی استعداد (شرعی مسائل میں براہِ راست حکم اخذ کرنے کی صلاحیت) بھی تھی۔ لیکن چونکہ وہ دَورِ تقلید تھا، اِس لیے آپ نے حد سے تجاوز نہ فرمایا، تاکہ امت کو تقلید میں پختگی (مضبوطی) نصیب ہو۔ ورنہ نہ صرف بغداد بلکہ بیرونِ ممالک سے بھی لوگ آپ کے ہاں شرعی و فقہی سوالات کے فیوض و برکات (علمی و روحانی فائدے) سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ مورّخ اگر تاریخ کے اوراق الٹ کر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دور کی کیفیت دیکھے تو یہ کہہ اٹھے گا کہ "عالمِ اسلام کو از سرِ نو بہار نصیب ہو گئی" اور وہ بہار حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دم قدم (مبارک وجود) سے تھی۔ آپ نے رات دن اسلام کے لیے اِس کونے سے دوسرے کونے تک دَورے کیے (تبلیغی و اصلاحی سفر

---

5) (بهجة الأسرار ومعدن الأسرار، ذكر علمه وتسمية بعض شيوخه رضي الله عنه،ص226، دار الكتب العلمية،بيروت،2002م)

6) (بهجة الأسرار ومعدن الأسرار، ذكر علمه وتسمية بعض شيوخه رضي الله عنه،ص226، دار الكتب العلمية،بيروت،2002م)

کیے)، اور جگہ جگہ خلفاء بھیجے۔ اسی کی برکت ہے کہ آج کے جُملہ سلاسلِ طیبہ (تمام صحیح اور معروف روحانی سلاسل) حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مرہونِ منت ہیں۔ کیاخوب ہے:

بادشاہ ہر دوعالم شاہ عبد القادر است سرور آدم اولاد شاہ عبد القادر است

لطائف الغرائب میں حضرت خواجہ گیسو دراز لکھتے ہیں کہ جب حضرت غوثِ اعظم نے بغداد میں یہ کہا کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے تو سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اُس وقت خراسان کے پہاڑوں میں مصروفِ عبادت تھے آوازِ غوثیہ سن کر آپ نے ایسی گردن جھکا کر پیشانی مبارک زمین سے جالگی اور فرمایا آپ کا قدم ہمارے سر آنکھوں پر۔ آپ نے فرمایا: غیاث الدین کا بیٹا معین الدین تمام اولیاء سے گردن جھکانے میں آگے ہو گیا اور وہ جلد ہی ملک ہند کا شہنشاہ بنے گا، چنانچہ ہوا وہی جو آج ہم سب کو اعتراف ہے۔[7]

سہروردیہ

شیخ ابو الخطیب سہر وردی رضی اللہ عنہ آپ کے ہی فیوض یافتہ ہیں، چنانچہ جب وہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو اپنے مریدین کو فرماتے کہ وضو کر لو اور اپنے دلوں کو نگاہ میں رکھو کہ اب ہم اس بارگاہ میں حاضر ہونے والے ہیں جن کا دل براہِ راست اللہ سے علم حاصل کرتا ہے اور سلسلہ سہر وردیہ کے بانی سیدنا شیخ الشیوخ عمر شہاب الدین سہر وردی رحمۃ اللہ فرمایا کرتے کہ جو کچھ مجھے ملا ہے وہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے صدقے ملا ہے[8] کسی نے خوب فرمایا:

سلسلہ نقشبندیہ اور شہر اجمیر و سرور مخمور ہیں زیادہ فیضان دستگیر

نقشبندیہ

حضرت عارف باللہ عبد اللہ بلخی نے "خوارق الاحباب فی معرفۃ اقطاب" کے پچیسویں باب میں لکھا ہے کہ جناب غوث الاعظم نے ایک دن بخارا کی طرف رُخِ مبارک کر کے عام مجمع میں فرمایا کہ مجھے اس طرف سے ایک مزیدار خوشبو آرہی ہے میری وفات کے ۱۵۷ سال بعد اس جانب سے ایک مردِ کامل پیدا ہو گا جس کا نام بہاؤالدین نقشبند ہو گا وہ میری نعمتِ خاص سے حصہ لے گا[9] اِس لئے حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بھئی کسی کو روحانی فیض ملا ہے وہ غوث الاعظم سے ملا ہے اور آپ ہی مرکزِ ولایت اور قطبیت ہیں۔[10] (مکتوبات امام ربانی)

سلسلہ قادریہ

یہ سلسلہ تو ہے بھی آپ سے منسوب، خلاصہ یہ کہ آپ اُمورِ باطنہ میں مصروفیت کی وجہ سے فقہی اُمور میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی تقلید اختیار فرمائی اور یہ آپ کے شایانِ شان کے خلاف بھی نہیں اِمام حنبل رضی اللہ عنہ کی تقلید کے انتخاب میں دو پہلو علماءِ کرام نے بیان فرمائے ہیں:

---

7) (لطائف الغرائب از حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز، ص102 تا103، مکتبہ معارفِ اولیاء، لاہور)

8) (سر الأسرار ومظهر الأنوار فيما يحتاج اليه الأبرار= فتوح الغيب للقطب الرباني الشيخ محيي الدين عبد القادر الجيلاني، ومنهم الشيخ القدوة شيخ الشيوخ الشيخ شهاب الدين عمر بن محمد بن عبد الله بن محمد بن عموية السهروردي المتقدم ذكره رضي الله عنه، ص363، دار الكتب العلمية، 2010م)

9) (خوارقُ الأحباب فی معرفۃ الأقطاب از شیخ عبد اللہ بلخی، باب25، ص225 تا227، مکتبہ زاہدیہ، لاہور)

10) (مکتوباتِ امام ربانی از شیخ احمد سرہندی، مکتوب259، 1/238 تا240، مکتبہ مجددیہ، لاہور / دارالاشاعت کراچی)

(۱) چونکہ آپ کے دور اور علاقہ میں زیادہ تر امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کی فقہ رائج تھی آپ نے افتراق و انتشار (پھوٹ اور اختلاف) سے بچنے کے لیے انہی کا انتخاب فرمایا تاکہ کسی دوسرے امام کی تقلید پر عوام میں انتشار نہ پھیلے۔

(۲) چونکہ امام احمد رضی اللہُ عنہ کے مسلک و مذہب کی اشاعت اتنا نہ تھی جتنا دوسرے ائمہ رضی اللہُ عنہم کو رواج ہوا، اِسی لئے آپ نے عالمِ اَرواح میں غوثِ اعظم رضی اللہُ عنہ سے اِستدعا (درخواست) کی کہ آپ اُن کے مسلک کو اختیار فرمائیں تاکہ انہی کی بدولت اُن کے مسلک و مذہب کو سَرفرازی (بلندی و کامیابی) کا موقع نصیب ہو۔ بہر حال وجہ کچھ بھی ہو، غوثِ اعظم رضی اللہُ عنہ مُقَلِّد تھے۔ اپنے امام کی تقلید پر آپ نے رفعِ یَدَین وغیرہ کیا۔ اس پر غیر مقلدین کو اپنے استدلال پر بجائے خوشی کے رونا چاہئے کہ غوثِ اعظم رضی اللہُ عنہ مقلد تھے، اور یہ بدعتی فرقہ نہ اِدھر کا نہ اُدھر کا۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ . لَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ (النساء:143) یعنی اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: یہ لوگ نہ اُن کے ساتھ ہیں، نہ ان کے ساتھ۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی آرزو

حضرت مولانا علامہ عبد القادر اَربلی رحمہُ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک دن آپ (حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ) کے دل میں تقلیدِ مذہب (کسی معین امام کی پیروی) کا خیال پیدا ہوا۔ تو اُس رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور سیّدِ عالَم ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما ہیں، اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی پکڑ کر کھڑے ہیں اور نبیِ کریم ﷺ سے عرض کر رہے ہیں: "یارسولَ اللہ! اپنے پیارے بیٹے محی الدین سیّد عبد القادر کو فرمایئے کہ وہ اس بُوڑھے (یعنی میری) کی حمایت کرے۔" آپ ﷺ نے تبسّم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اے عبد القادر! اس کی عرض قبول کر۔" تو آپ (غوثِ اعظم) نے ارشادِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے اُن کی التماس (درخواست) قبول کرلی۔ اور صبح کی نماز آپ نے مصلّٰی حنبلی (حنبلی فقہ کے امام کی جگہ) پر پڑھی۔ اُس دن امام کے علاوہ دوسرا کوئی مقتدی نہ تھا کہ جماعت کرائی جاسکتی۔ لیکن آپ کے تشریف لانے سے خلقت (عوام الناس) کا اِس قدر ہُجوم (بھیڑ) ہوا کہ تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ راوی کہتا ہے کہ اگر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اُس دن مصلّٰی حنبلی پر نماز نہ پڑھاتے تو حنبلی مذہب صفحۂ ہستی (دنیا کے نقشے) سے مٹ جاتا۔[11]

مزار سے نکل کر

ایک دن حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی قبر کی زیارت کے لیے اولیاء کرام کی جماعت کے ساتھ تشریف لے گئے۔ تو دیکھا کہ امام احمد (رحمہ اللہ) ہاتھ میں ایک قمیص (کپڑا/کرتہ) لیے قبر سے باہر تشریف لائے، اور وہ قمیص غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو دی، پھر آپ سے مُعانقہ فرمایا۔ پھر امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: "سید عبد القادر! علمِ شریعت، طریقت، اور حلال و حرام کا علم رکھنے والے، صرف آپ ہی ہیں۔"[12] (رضی اللہ تعالیٰ جل شانہ عنہم اجمعین)

(تفریح الخاطر، صفحہ ۸۹)

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ حنبلی فقہ پر از خود کاربند نہیں ہوئے بلکہ بحکم حبیبِ خدا ﷺ ہوئے ہیں۔

حنفیت سے تعلق

تفریح الخاطر میں ہے کہ

---

11) (بهجةُ الأسرار ومعدنُ الأنوار في مناقبِ البازِ الأشهب (في مناقب الشيخ عبد القادر الجيلاني)، ص226، المنظمة المغربية للتربية والثقافة والعلوم، 2011م)

12) (تفریح الخاطر فی مناقبِ الشیخ عبد القادر جیلانی (مترجم)، ص89، مکتبہ قادریہ، لاہور، سنِ اشاعت: 2008ء)

ذَكَرُوا إِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْتَقَى بِالرُّوحَانِيَّةِ مَعَ الْغُوثِ، فَقَالَ: يَا سُلْطَانَ يَا سَيِّدَ عَبْدَ الْقَادِرِ، مَا السَّبَبُ أَنَّكَ اخْتَرْتَ فِي الشَّرِيعَةِ مَذْهَبَ الإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَلَمْ تَخْتَرْ مَذْهَبِي، وَأَنَا مِمَّنِ اسْتَعَاضَ مِنْ جَنَانِكَ الإِمَامُ جَعْفَرُ الصَّادِقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ[13]

منقول ہے کہ عالمِ ارواح (روحوں کی دنیا) میں سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی، تو فرمایا: اے سلطان! اے سید عبد القادر! کیا وجہ ہے کہ آپ نے امام احمد بن حنبل کی تقلید قبول کی اور میری تقلید اختیار نہ فرمائی، حالانکہ میں آپ کے دادا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فیض یافتہ ہوں؟ اس کا جواب آپ نے وہی دیا جو اوپر مذکور ہے کہ نانا کریم ﷺ کا حکم یہی ہے۔

ایک مخفی راز سے انکشاف

غیر مقلدین کی ٹولی نہ صرف معمولی دھوکہ کا دھندا کرتی ہے بلکہ چابکدستی (چالاکی و ہوشیاری) سے بڑی بڑی کتابوں کو بزرگوں سے منسوب کر دیتی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام دو کتابیں چھاپیں، اور دیگر بزرگوں کی تصانیف میں عبارتیں گھڑ دیں۔ اور حال ہی میں غیر مقلدوں نے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی کتاب "غنية الطالبين" کو اُردو ترجمہ میں ڈھال کر مع متن کے چھاپا، اور اتنی بہادری فرمائی کہ کتاب میں بیس(۲۰) "تراویح" کی بجائے "آٹھ تراویح" لکھ مارا، تاکہ عوام سمجھیں کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی ان غیر مقلدین کی طرح آٹھ تراویح پڑھتے تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"أَحَدِي عَشَرَةَ رَكْعَةً مَعَ الوِتْرِ" یعنی گیارہ رکعتیں وتر سمیت۔ (غنية الطالبين، مكتبه سعوديه كراچی، صفحه ۷۳۹)

حالانکہ "غنية الطالبين" دنیا کی کثیر الاشاعت (کثرت سے شائع ہونے والی) مشہور کتاب ہے اور اُس میں صاف لکھا ہے: "فَصْلٌ وَصَلَاةُ التَّرَاوِيحِ سُنَّةُ النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[14] .... وَهِيَ عِشْرُونَ رَكْعَةً"[15] یعنی نمازِ تراویح سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اور اُس کی رکعتیں بیس(۲۰) ہیں۔ غنية کے عربی متن اور اُس کے فارسی و اُردو ترجمے کے ہر نسخہ میں یہ عبارت انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے، لیکن سنگدل اور بد دیانت (جھوٹے، خیانت کرنے والے) وہابی نے "عِشْرُونَ" (بیس) کا اصل لفظ اڑا دیا اور عبارت میں اپنی طرف سے "أَحَدِي عَشَرَةَ" (گیارہ) کا لفظ شامل کر کے "مَعَ الوِتْرِ" (وتر سمیت) کا بھی از خود اضافہ کر دیا۔ اِس کی تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "هدية السالكين" میں۔

سوال: غنية الطالبين میں بد مذاہب فرقے لکھے ہیں ان میں یہ بھی لکھا ہے کہ حنفی بد مذہب ہیں اِس لئے کہ وہ مرجبہ ہیں۔

الجواب ۲: اولاً "کتاب کا انتساب صحیح نہیں، جیسا کہ تفصیل سے ہم نے عرض کر دیا ہے اگر ہو تو یہ عبارت کسی متعصب دشمن مذہب حنفی نے اس میں درج کی ہے اس کے متعلق چند شواہد ہیں:۔

(۱) حضرت علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اِس کتاب کا ترجمہ فارسی میں لکھا، جب اسی عبارت یعنی مذکورہ سوال کے اعتراض والی عبارت کا ترجمہ لکھا تو اس پر ضروری نوٹ کے طور پر لکھا کہ "یہ عبارت کسی مُبتدِع (بدعتی) نے ملا دی ہے۔

---

13) (تفريح الخاطر في مناقب الشيخ عبد القادر الكيلاني ص 88 إلى 89، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة (مصر)، سنِ اشاعت: تقريباً 1376ھ/ 1957م)

14)(الغنية لطالبي طريق الحق، مجلس: في فضائل شهر رمضان، فصل وصلاة التراويح سنة النبي -صلى الله عليه وسلم ، 2/ 23، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

15)(الغنية لطالبي طريق الحق، مجلس: في فضائل شهر رمضان، فصل ويستحب لها الجماعة والجهر بالقراءة، 2/ 25، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

(۲) یہی بات قرینِ قیاس (عقلی طور پر درست) بھی ہے، جیسا کہ ہمارے دور میں کراچی کے غیر مقلدین نے غنیۃ الطالبین مُترجَم چھاپی، تو اس میں بیس (۲۰) تراویح کی جگہ پر آٹھ (رکعات) لکھ دی۔

الجواب ۳: اِس کتاب غنیۃ میں ہے ایک فصل: "وَالَّذِي يُؤْمَرُ بِهِ وَيُنْكَرُ عَلَى ضَرْبَيْنِ"[16] ص ۵۳، جلد ۱، باندھ کر عوام کو تنبیہ فرمائی ہے کہ فقیہ اور واعظ پر لازم ہے کہ مسائلِ اختلافیہ (جنہیں ائمہ اربعہ نے بیان کیا ہے) کا انکار نہ کرے یعنی نہ شافعی المذہب حنفی پر اعتراض کرے اور نہ حنبلی شافعی پر وغیرہ وغیرہ، اِس لئے کہ اِس طرح سے جماعت میں انتشار پھیلانا ہے اور وہ ناجائز ہے الخ اصل عبارت یہ ہے:

لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ مِمَّنْ هُوَ عَلَى مَذْهَبِ الإِمَامِ أَحْمَدَ وَالشَّافِعِيِّ رَحِمَهُمَا اللهُ الإِنْكَارُ عَلَيْهِ، ..... لَا يَنْبَغِي لِلْفَقِيهِ أَنْ يَحْمِلَ النَّاسَ عَلَى مَذْهَبِهِ وَلَا يُشَدِّدَ عَلَيْهِمْ، وَإِذْ ثَبَتَ هَذَا فَالْإِنْكَارُ إِنَّمَا يَتَعَيَّنُ فِي حَرْقِ الإِجْمَاعِ الخ.[17]

کسی کے لیے جائز نہیں جو امام احمد یا امام شافعی رحمہما اللہ کے مسلک پر ہو کہ دوسرے مسلک والوں پر انکار کرے۔ اور کسی فقیہ کو زیب نہیں دیتا کہ لوگوں پر اپنے مسلک کو لازم کرے اور اُن پر سختی کرے، اور جب یہ بات ثابت ہو گئی تو انکار صرف وہاں ہونا چاہیے جہاں اجماع کی خلاف ورزی ہو۔ الخ

اس عبارت سے واضح ہوا کہ پیرِ پیراں، میر میراں قدس سرہ کے نزدیک امامِ اعظم رضی اللہ عنہ صاحبِ حق اور پکے اور صحیح مذہب والے تھے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مذکورہ بالا عبارت جعلی (من گھڑت) ہے۔ یہ کسی بد مذہب متعصب (ہٹ دھرم وضدی) کی کارروائی (چالاکی یا جعل سازی) ہے یا مَن و دل (اپنی خواہش یا باطن کی بات) ہے۔

الجواب ۴: جامع الفتاوی، ص ۳۳۵، ج ۲ میں مولانا نظام الدین ملتانی مرحوم لکھتے ہیں کہ کتُبِ تواریخ و تصوّف میں لکھا ہے کہ پیر صاحب مذہب حنفی کو اعلیٰ جانتے تھے اور آخری عمر کے حصہ کو اِسی مذہب پر پورا فرمایا۔

الجواب ۵: معترض نے نہ اصل عبارت لکھی ہے اور نہ صفحہ کی نشاندہی کی ہے اگر اصل عبارت (مفصل و مکمل جملہ) لکھتا تو بات کا بتنگڑ نہ بن جاتا۔ اصل عبارت یوں ہے: "وَأَمَّا الحَنِيفَةُ فَهُمْ بَعْضُ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ"[18]

بہر حال: حنفیہ کے بعض اصحاب ابو حنیفہ مرحبہ (یعنی مرحبہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے) "اور یہ ہمارے لیے نقصان دہ کب ہے؟ جب کہ اصحاب کا اطلاق صرف "دوستوں" کے علاوہ مذہبی نسبت رکھنے والوں پر بھی ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کا دم بھرنے والے دورِ سابق (پہلے زمانے) میں بعض بد مذہب (گمراہ یا منحرف عقائد رکھنے والے) تھے، جیسے: زمخشری اور اس کے معتقدین (عقیدت رکھنے والے)، متعلّمین (شاگرد) اور تلامذہ (طلبہ) یہ سب نہ صرف حنفیت کے مدعی (دعویٰ کرنے والے) تھے بلکہ بڑی بڑی تصانیف بھی لکھیں، جیسے کشاف وغیرہ۔ اِسی طرح "مرحبہ" بھی ایک فرقہ ہے، اور ہمارے دور میں فرقہ دیوبندیہ نہ صرف حنفیت کا مدعی ہے بلکہ اس کا ٹھیکیدار بھی بنا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ غیر مقلدین جب بھی ہم پر طعن و تشنیع (الزام و بہتان) کرتے ہیں تو ہمیں وہی کہتے ہیں (یعنی دیوبندی) حالانکہ ہمارے نزدیک بلکہ وہ خود معترف ہیں (وہ خود مانتے ہیں) کہ وہ وہابی ہیں اور وہابیت، خوارج کی شاخ ہے۔ تو اگر کوئی خوارج

---

16) (الغنية لطالبي طريق الحق، باب في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، فصل والذي يؤمر به وينكر على ضربين، 1/ 115، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

17) (الغنية لطالبي طريق الحق، باب في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، فصل والذي يؤمر به وينكر على ضربين، 1/ 116، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

18) (الغنية لطالبي طريق الحق، فصل وأما الجهمية منسوبة الى جهم بن صفوان –، 1/ 63، دار الكتب العربية الكبرى، 1912 م)

(دیوبندی فرقہ) کے عقائد لکھ کر کہے کہ حنفی یہ کہتے ہیں تو جیسے آج لوگ خوارج کو حنفی سمجھ لیتے ہیں حالانکہ وہ حنفیت سے کوسوں دور (بہت دور) ہیں۔ ایسے ہی وہ "اصحاب الحنیفہ" بھی ایسے ہی مرتبہ ہوں گے، جیسے ہمارے دور میں دیوبندی، حنفی کہلاتے ہیں (لیکن دراصل حنفی نہیں ہیں)۔

معمولات وعقائد کے متعلق ارشادات غوشیہ

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اگر آلِ محمد ﷺ کا نام رِفض ہے تو میں سب سے بڑا رافضی ہوں[19] ایسے ہی سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مندرج ذیل عقائد و معمولات کا نام وہابیت ہے تو سب سے بڑا وہابی اُویسی ہے۔

وھابی غیر مقلدین ھمارے پیر بھائی؟

یہ کوئی مزاحیہ عنوان نہیں بلکہ یہی اصل موضوعِ رسالہ ہے کہ غیر مقلدین (وہابی) لوگ "غنیۃ الطالبین" کو اپنے سر پر رکھ کر ہر سنی (بریلوی) اور حنفی مسلمان کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ تمہارے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نماز میں رفع یدین وغیرہ کیا کرتے تھے، لہٰذا وہ (نعوذ باللہ) وہابی تھے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ غوث الاعظم قُطب الاقطاب سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے متعلق غیر مقلدین وہابیوں کے سردار اور ان کے بڑے مقتدی (پیروکار) مولوی ثناء اللہ امرتسری خود اعتراف کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں: "ہم جماعت اہلِ حدیث کے افراد یہ یقین رکھتے ہیں کہ حضرت الشیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ بڑے پکے مُوحّد (یعنی توحید پرست) اور پورے متّبعِ سنّت (سنت پر مکمل عمل کرنے والے) تھے، جن کو آج کل کی اصطلاح میں اہلِ حدیث کہا جاتا ہے۔"

(ماخذ: ماہنامہ "اہلِ حدیث"، صفحہ ۷۳، جون ۱۹۴۰ء)

تبصرہ اُویسی غفرلہ

آج کل کی اصطلاح برحق اِس لئے کہ وہابی غیر مقلد اُنہی دنوں میں رجسٹرڈ ہوئی تھی، ورنہ یہ اصطلاح تو خیر القرون سے چلی آرہی ہے ورنہ یہ وہابی اسی طرح کے اہل حدیث ہیں جیسے پرویزی چکڑالوی (منکرین حدیث) اہل قرآن اگر واقعی اُنہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں شمولیت کا شوق ہے تو "بسر و چشم و دل ماشاد" ("ہم دل و جان سے خوش ہیں") اگر بقول اُن کے غوثِ اعظم اُن کی جماعت کے تھے، تو ہم سب پیر بھائی بن جائیں۔ فقیر اپنے وہابی پیر بھائیوں کیلئے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تصانیف سے اُن کے عقائد، معمولات مختصراً عرض کرتا ہے۔ تاکہ کسی مغالطے کا ازالہ ہو اور دعویٰ کرنے والوں کو حقیقت کا سامنا ہو۔

اعتقاد: اعتقاد کا درست کرنا واجب ہے کیونکہ یہ بنیاد ہے: "فَيَكُونُ عَلَى عَقِيدَةِ السَّلَفِ الصَّالِحِ أَهْلِ السُّنَّةِ" پس وہ عقیدہ اہل سنت ہے جو سلف صالحین کا عقیدہ تھا۔[20] (غنیۃ الطالبین، ص ۸۳۶)

فرقہ ناجیہ: بہتّر (۷۲) فرقوں میں سے نجات پانے والے فرقے کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

19) (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الفصل الرابع في نبذ من كلماته وقضاياه الدالة على علو قدره علما وحكمة وزهدا ومعرفة بالله تعالى، 2/ 388، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ – 1997م)

20) (الغنية لطالبي طريق الحق، القسم الخامس في التصوف، باب فيما يجب على المبتدي في هذه الطريقة، 2/ 277، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

" أَمَّا الفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ. "[21] نجات پانے والا فرقہ اہل سنت وجماعت ہی ہے۔(غنية الطالبين، ص ۱۹۲)

تبصرہ اُویسی غفرلہ

میرے وہابی پیر بھائیوں کو محمد بن عبد الوہاب کے عقائد سے توبہ کر کے اہل سنت کے عقائد کا اعلان کرنا چاہئے ویسے بھی وہ محمد بن عبد الوہاب سے منسوب ہونا گوارہ نہیں کرتے، اس لئے تو انگریز کو درخواست دی کہ ہم کو وہابی کہنے کے مجرم کو سزا دی جائے اسی طرح بحکم غوثِ اعظم خود کو اب اہلحدیث کے بجائے اہل سنت کہلوائیں۔

لمبی داڑھی یا ایک مشت داڑھی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ "كَانَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَمَا فَضَلَ مِنْ قَبْضَتِهِ جَزَّهُ-" اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑتے تھے اور مٹھی سے زائد بالوں کو کاٹ دیتے تھے اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے تھے: " خُذْ مَا تَحْتَ القَبْضَةِ. "[22] یعنی مشت سے زائد داڑھی کے بال کاٹ دو۔(غنیۃ الطالبین ص ۳۳)

مونچھیں کٹوانے کا جواز اور منڈوانے کی ممانعت

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ (الشَّارِبَ)، وَلِأَنَّ فِي ذٰلِكَ مُثْلَةً، وَذَهَابًا لِمَاءِ الوَجْهِ وَجَمَالِهِ، وَفِي بَقَاءِ أُصُولِ الشَّعْرِ زِينَةٌ وَجَمَالٌ.[23]

یعنی جس شخص نے مونچھیں منڈوائیں وہ ہم میں سے نہیں ہے اور اِس واسطے کہ اس میں بچہ پن ہے اور چہرے کی رونق چلی جاتی ہے اور چہرے کی خوبصورتی اور زینت مونچھوں کی جڑوں کو باقی رکھنے میں یعنی کٹوانے میں ہے منڈوانے میں نہیں۔(غنيَةُ الطّالِبِين، ص ۳۳)

تبصرہ اُویسی غفرلہ

یک مشت سے زائد داڑھی اکثر کی حماقت کی نشانی ہے اور سنت بھی یک مشت ہے اسی لئے ہمارے پیر بھائی وہابیوں کو یک مشت سے زائد داڑھی کٹوانی چاہئے اس پر جتنا خرچ آئے گا وہ فقیر اویسی ادا کرے گا، اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

داڑھی مبارک: داڑھی کا رکھنا سنتِ رسول ﷺ کے علاوہ مرد کے لیے زینت (خوبصورتی) بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر زمانۂ رسالت مآب ﷺ تک اس کے خلاف کسی کو اعتراض نہ تھا، یہاں تک کہ غیر مسلموں کے پیشواؤں (رہنماؤں) کو بھی داڑھی والا پایا گیا۔ انگریز نے محض اسلام دشمنی میں اس کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا (یعنی ہر ممکن کوشش کی)، جس میں کسی حد تک کامیاب ہو گیا، لیکن مسلمانوں کے تمام فرقے اُس کی اہمیت پر متفق رہے، صرف حد بندی (طول وتراش کی حد) میں اختلاف رہا۔

---

21) (الغنية لطالبي طريق الحق، القسم الثاني في العقائد ، فصل فأصل ثلاث وسبعين فرقة عشرة، 1/ 175، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

22) (الغنية لطالبي طريق الحق، القسم الثاني في العقائد ، فصل فأصل ثلاث وسبعين فرقة عشرة، 1/ 175، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

23) (الغنية لطالبي طريق الحق، كتاب الآداب، فصل: في العشر الخصال التي في الفطرة، 1/ 42، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

اہلِ سنت مع فُضلائے دیوبند قبضہ (مٹھی بھر داڑھی) کے قائل تھے، غیر مقلدین قبضہ کی پابندی کے خلاف رہے، مودودی نے آکر تمام حدیں توڑ دیں، اب اس کی تقلید میں اہلِ سنت کے بعض ٹیڈی مجتہد اُس کے ساتھ گٹھ جوڑ (سازباز) کر رہے تھے۔ یہ اہلِ سنت ان کی حرمانِ عصبی (عصبیت پر مبنی محرومی) ہے۔ داڑھی کے متعلق فقیر کے متعدد رسائل شائع ہوئے، اور امامِ مجدد دین وملت، شیخ الاسلام والمسلمین کی کتاب "اِعفاءُ اللِّحیَہ" سے بڑھ کر کوئی بڑی تحقیق نہیں لاسکتا۔ شائقین اس کا مطالعہ فرمائیں، فقیر محض مسئلہ کی توضیح (وضاحت) میں عرض کرتا ہے۔

داڑھی کی مقدار: اہلِ سنّت متقدّمین ومتأخّرین متفق ہیں کہ مٹّھی بھر داڑھی رکھنا سُنّت ہے، اس کے بعد صرف جائز ہے۔ عُلماءِ کرام ومشائخِ عِظام کی اکثریّت اسی مٹّھی بھر کی قائل وعامل ہے، بعض جواز پر بھی عمل کرتے رہے۔ غیر مقلّدین صرف اہلِ سنّت کی ضِد میں صرف جواز کے قائل ہیں۔ مودودی نے نیاراستہ نکال کر کہا کہ مٹّھی سے کم بھی جائز ہے۔ آج کل فیشنی (فیشن پرست) مولوی اور پیر سُنّی عموماً، اور مودودی جماعت کے افراد اس کے عامل و قائل ہیں۔

یاد رہے کہ اَحکامِ لحیۃ (داڑھی کے احکام) کی روایات میں مطلق "وَأَعْفُوا اللِّحَى"[24] (داڑھیاں بڑھاؤ) آیا ہے، اور حضور ﷺ کے حُلیہ مبارک میں بھی آپ ﷺ کے لیے "كَثُّ اللِّحْيَةِ"[25] (گھنی داڑھی والے) کا لفظ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے: "كَثُّ اللِّحْيَةِ"[26] (آپ گھنی داڑھی والے تھے) (الاستیعاب) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی آیا ہے: "كَانَ عَظِيمَ اللِّحْيَةِ"[27] (آپ کی داڑھی بڑی تھی)۔ (الاصابۃ)

مدارجِ النبوۃ میں شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لحیۂ امیر المؤمنین علی پُر می کرد سِینہ را، و ہمچُنین لحیۂ عمرو عثمان"

یعنی حضرت علی، حضرت عمر اور حضرت عثمان کی داڑھیاں اُن کے سینوں کو بھر دیتی تھیں۔[28]

ان تمام روایات و اقوال، اور قولی و عملی تصریحات سے داڑھی کا بڑھانا اور لمبا کرنا ایک قبضہ (مُشت بھر) کی تعمیم کرتی ہیں، اور مذکورہ احادیث کی تخصیص کے لیے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ذاتی عمل پیش کیا جاتا ہے، جو بخاری شریف، باب اللباس میں یوں منقول ہے:

" وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ"[29]

یعنی حضرت ابن عمر جب حج یا عمرہ کرتے، تو اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑتے، جو بال زائد ہوتے، انہیں کاٹ دیتے۔

اِسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ایسا ہی منقول ہے۔[30] (ابو داود، نسائی، ابن ابی شیبہ)

---

24) (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب تقليم الأظفار، 5/ 2209، الحديث5554، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

25) (دلائل النبوة للبيهقي، جماع أبواب صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم وصفة لحيته، 1/ 217، دار الكتب العلمية، سنة النشر: 1408 هـ - 1988 م)

26) (تاريخ مدينة دمشق، 5206 ـ عمر بن الخطاب، 44/ 19، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى: سنة النشر: 1417هـ/ 1996م)

27) (الاصابة تمييز الصحابة، القسم الأول، حرف العين، 5448 ـ عثمان بن عفان، 2/ 462، مطبعة السعادة، 1910م)

28) (مدارج النبوت مترجم، 1/30، شبیر برادرز، زبیدہ سینٹر، اردو بازار، لاہور، جولائی 2004ء)

29) (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب تقليم الأظفار، 5/ 2209، الحديث5553، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

30) (المصنف - ابن أبي شيبة، كتاب الأدب، ما قالوا: في الأخذ من اللحية، 14/ 178، الحديث27127، دار كنوز إشبيليا للنشر والتوزيع، الرياض - السعودية، الطبعة: الأولى، 1436 هـ - 2015 م)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مقدارِ مسنون کی آخری حد کو اپنے عمل سے واضح فرما دیا کہ داڑھی کٹوانے کی آخری حد ایک مشت ہے۔ یعنی: ایک مشت سے زیادہ کٹوانا: جائز ہے، ایک مشت سے کم کرنا: حرام اور خلافِ اجماع ہے، کئی عُلماء و مُحقّقین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو بیانِ جواز پر محمول کیا ہے، اور اس طرح تمام روایات میں تطبیق (موافقت) بھی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص داڑھی کٹوانا چاہے، تو مٹھی بھر سے زیادہ بوجہِ روایتِ ابن عمر رضی اللہ عنہ کٹوا سکتا ہے، اور اس سے کم کٹوانا حرام ہے۔ اور اگر بالکل نہ کٹوائے تو اَولیٰ (زیادہ بہتر)، اَحسن (بہترین) اور مختار عمل ہے۔

شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر کوئی شخص داڑھی کو مٹھی بھر سے زیادہ کٹوانا چاہے، تو جائز ہے، کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسا ثابت ہے۔

مسائل فقیہ اور وھابیہ: پیر صاحب نے نماز میں نیّت کرنا زبان سے "اَحسن" (زیادہ بہتر) لکھا ہے۔ چنانچہ غُنیَّۃُ الطّالبین ص ۸۶ میں فرماتے ہیں: "وَإِنْ تَلَفَّظَ ذَلِكَ بِلِسَانِهِ كَأَنَّ أَحْسَنَ"[31] وُضو، تیمّم کی نیّت کے بارے میں فرماتے ہیں: "فَإِنْ ذَكَرَ ذَلِكَ بِلِسَانِهِ مَعَ اعْتِقَادِهِ بِقَلْبِهِ كَانَ قَدْ أَتَى بِالأَفْضَلِ" (ص ٦)[32] اور نمازِ جنازہ کی نیّت میں فرماتے ہیں: "وَصَفَّتُهَا أَنْ يَقُولَ: أُصَلِّي عَلَى هَذَا الْمَيِّتِ فَرْضًا عَلَى الْكِفَايَةِ"[33] پھر غُسل کی نیّت میں فرماتے ہیں: "فَإِنْ تَلَفَّظَ بِهِ مَعَ اعْتِقَادِهِ بِقَلْبِهِ كَانَ أَفْضَلَ."[34] ان سب عبارات کا ماحَصَل (خلاصہ) یہ ہے کہ زَبان سے نیّت کرنا (نماز، وضو، تیمم، جنازہ وغیرہ کی) افضل اور احسن ہے۔

اب دیکھو! کس کی نماز "بڑے پیر" کی تعلیم کے مطابق ہے؟ ہم لوگ زبان سے نیّت کرنا افضل اور احسن کہتے ہیں اور یہی پیر صاحب فرماتے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہ نیّت کو بدعت کہتے ہیں! تو آپ ہی انصاف فرمائیں کہ پیر صاحب کے موافق کون ہے؟

(۲) پیر صاحب نے غُنیَّہ میں گردن کا مَسح وضو کی سنتوں میں لکھا ہے[35] (دیکھو: غُنیَّہ، ص ۸) اور آپ ہیں کہ اسے بدعت کہتے ہیں! آپ ہی فرمایئے کہ پیر صاحب کے قول کے موافق کون ہے؟ ہاں یہ بھی یاد رہے کہ بدعت کو سُنَّت جاننے والا کون ہوتا ہے؟ سُنَّت کو بدعت کہنے والا کون ہوتا ہے؟ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دینا!

(۳) پیر صاحب غُنیَّہ، ص ۳۳ میں لکھتے ہیں کہ زائرِ قبر شریف یوں دعا کرے:

---

31) (اگر زبان سے نیّت کو ادا کرے تو بہتر ہے۔) (نوری)
(الغنية لطالبي طريق الحق، باب في الصلوات الخمس وبيان أوقاتها وأعدادها وسنتها وفضائلها، فصل وينبغي للإمام ألا يدخل في الصلاة ولا يكبر حتى ينوي الإمامة بقلبه، 2/ 199، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

32) (اگر دل میں یقین کے ساتھ زبان سے نیت کرے تو اُس نے فضیلت والی صورت اختیار کی۔) (نوری)
(الغنية لطالبي طريق الحق، باب من يريد الدخول في الإسلام ماذا يعمل، فصل: شرائط الصلاة، 1/ 14، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

33) (الغنية لطالبي طريق الحق، باب نشير فيه إلى صلاة الجمعة والعيدين وصلاة الاستسقاء والكسوف والخوف والقصر والجمع وصلاة الجنازة مختصرا، فصل وأما الصلاة على الجنازة، 2/ 224، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

34) (الغنية لطالبي طريق الحق، كتاب الآداب، فصل: في كيفية الطهارة الكبرى، 1/ 67، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

35) (الغنية لطالبي طريق الحق، كتاب الآداب، فصل: في الأذكار المستحب ذكرها عند غسل الأعضاء، 1/ 69، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

"اللَّهُمَّ إِنِّي أَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ عَلَيْهِ سَلاَمُكَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي لِيَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي"[36]

ترجمہ: "اے اللہ! میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی ﷺ کے وسیلہ سے جو نبیِ رحمت ہیں، یارسولَ اللہ! میں تیرے ساتھ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میرے گناہ بخش دے۔"

پیر صاحب نے وفاتِ نبوی ﷺ کے بعد بھی "یارسول اللہ" کہنا اور آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگنا سکھایا ہے۔ مگر وہابی ہیں جو اسے شرک کہتے ہیں! فرمایئے! پیر صاحب ہمارے موافق ہوئے یا آپ کے؟

(۴) غُنیّہ ہی میں ص ۳۴ پر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اِس طرح سلام کرے:

"السَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا صَاحِبِي رَسُولَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ،

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرَ الصِّدِّيقُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرُ الْفَارُوقُ"[37]

دیکھو! پیر صاحب نے "یا" کے ساتھ مخاطب کر کے سلام کہنا درست لکھا ہے۔ کیا آپ اس کے موافق ہیں؟

(۵) غُنیّہ ص ۳۶ میں پیر صاحب نے قیامِ تعظیمی (عظمت کے اظہار میں کھڑا ہونا) مستحب (ثواب کا کام) لکھا ہے: چنانچہ فرمایا:

"وَيَتَسَحَّبُ القِيَامُ لِلإِمَامِ العَادِلِ وَالوَالِدَيْنِ وَأَهْلِ الدِّينِ وَالوَرَعِ وَكِرَامِ النَّاسِ"[38]

یعنی کھڑا ہونا مستحب ہے، عادل امام، اہلِ دین، متقی لوگوں کے لیے۔

یہ حضرت پیر صاحب کا ارشاد ہے۔ لیکن ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو اس قیام کو جائز بھی نہیں سمجھتے! پھر انصاف سے فرمائیں کہ پیر صاحب کے موافق ہیں یا مخالف؟

(۶) پیر صاحب جمعہ کے لیے ایسا گاؤں شرطِ صحت (شرطِ جواز) لکھتے ہیں جس میں چالیس (۴۰) آدمی عاقل بالغ احرار (آزاد) رہتے ہوں، چنانچہ فرماتے ہیں:

"فَكُلُّ مَنْ لَزِمَتْهُ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ يُلْزَمُهُ فَرْضُ الْجُمُعَةِ إِذَا كَانَ مُسْتَوْطِنًا مُقِيمًا بِبَلَدٍ أَوْ قَرْيَةٍ جَامِعَةٍ فِيهَا

أَرْبَعُونَ رَجُلًا عُقَلَاءَ بَلُغَاءَ أَحْرَارًا."[39]

یعنی جس پر پانچ نمازیں فرض ہیں، اُس پر جمعہ بھی فرض ہو گا، جب وہ ایسے شہر یا گاؤں میں مقیم ہو جہاں چالیس عاقل بالغ آزاد آدمی رہتے ہوں۔

لیکن وہابی ہر جگہ جمعہ کو فرض کہتے ہیں، اور چالیس (۴۰) آدمیوں کی شرط نہیں مانتے! تو پیر صاحب کے مخالف ہوئے یا نہ؟

---

[36] (الغنية لطالبي طريق الحق، كتاب الحج، دخول المدينة المنورة، 1/ 36، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

[37] (الغنية لطالبي طريق الحق، كتاب الحج، دخول المدينة المنورة، 1/ 36، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

[38] (الغنية لطالبي طريق الحق، كتاب الآداب ، فصل: ويتسحب القيام للإمام العادل والوالدين وأهل الدين والورع وكرام الناس، 1/ 40، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

[39] (الغنية لطالبي طريق الحق، القسم الرابع في فضائل الأعمال، باب نشير فيه إلى صلاة الجمعة والعيدين وصلاة الاستسقاء والكسوف والخوف والقصر والجمع وصلاة الجنازة مختصرا، فصل أما صلاة الجمعة، 2/ 212، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

(۷) پیر صاحب نے غنیۃ الطالبین میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مر جائے اور تم اس پر مٹی برابر کر دو تو چاہئے کہ تم میں سے ایک اس کی قبر پر کھڑا ہو اور کہے: "اے فلاں بن فلاں! تحقیق وہ مردہ سنتا ہے اور جواب نہیں دیتا۔"[40]

دیکھو! پیر صاحب تو مردہ کا سننا نقل کرتے ہیں، لیکن آج یہ لوگ (غیر مقلدین) کہتے ہیں کہ مردہ نہیں سنتا۔

(۸) غنیۃ الطالبین، صفحہ ۹۵۴ میں پیر صاحب فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو جائز لکھتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

"فَالرَّابِحُ مَنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بِالدُّعَاءِ إِلَى اللهِ تَعَالَى إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ الْمَكْتُوبَةِ، وَالْخَاسِرُ هُوَ الَّذِي خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ بِلَا دُعَاءٍ"[41]

یعنی کامیاب (رنج پانے والا) وہ ہے جو فرض نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد اللہ کے حضور دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے، اور خسارہ اٹھانے والا وہ ہے جو مسجد سے دعا کئے بغیر نکل جائے۔

یہ پیر صاحب کا ارشاد ہے، لیکن حضراتِ غیر مقلدین اسے بے ثبوت جانتے ہیں۔ اب دیکھئے، کون اس ارشاد پر عمل کرتا ہے اور کون اس کا مخالف ہے۔

(۹) پیر صاحب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں:

"وَنُؤْمِنُ بِأَنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ مَنْ يَزُورُهُ إِذَا أَتَاهُ."[42] یعنی ہمارا ایمان ہے کہ میت اپنے پاس آنے والے زائر (ملاقات کرنے والے) کو پہچانتی ہے۔

یہ ہے پیر صاحب کا ارشاد، لیکن غیر مقلدین نہیں مانتے۔ پیر صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور سرورِ کائنات ﷺ کو قیامت کے دن عرش پر اپنے پاس بٹھائے گا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

" وَأَهْلُ السُّنَّةِ يَعْتَقِدُونَ أَنَّ اللهَ يُجْلِسُ رَسُولَهُ وَنَبِيَّهُ الْمُخْتَارَ عَلَى سَائِرِ رُسُلِهِ وَأَنْبِيَائِهِ مَعَهُ عَلَى الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ."[43]

فرمایئے! کیا آپ بھی یہ مانتے ہیں؟ ہرگز امید نہیں۔

(۱۰) پیر صاحب فرماتے ہیں: ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا، چنانچہ فرمایا:

"وَنُؤْمِنُ بِأَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- رَأَى رَبَّهُ -عَزَّ وَجَلَّ- لَيْلَةَ الإِسْرَاءِ بِعَيْنَيْ رَأْسِهِ لَا بِفُؤَادِهِ وَلَا فِي الْمَنَامِ"[44]

(صفحہ ۱۵۹)

---

40)(الغنية لطالبي طريق الحق، فصول فيما يفعل بمن حضره الموت وكيفية غسله وتكفينه وتحنيطه ودفنه، فصل ثم يسارع في غسله وتجهيزه وتكفينه ودفنه، 2/ 234، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

41)(الغنية لطالبي طريق الحق، القسم الرابع في فضائل الأعمال، باب الأدعية التي يدعي بها عقيب الصلوات الفرض ودعاء الختمة وغير ذلك، 2/ 255، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

42)(الغنية لطالبي طريق الحق، باب في معرفة الصانع عز وجل ، فصل ونؤمن بأن منكرًا ونكيرًا إلى كل أحد ينزلان سوى النبيين، 1/ 142، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

43)(الغنية لطالبي طريق الحق، باب في معرفة الصانع عز وجل، فصل وأهل السنة يعتقدون أن الله يجلس رسوله ونبيه، 1/ 150، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

44)(الغنية لطالبي طريق الحق، باب في معرفة الصانع عز وجل ، فصل نؤمن بأن النبي -صلى الله عليه وسلم- رأى ربه، 1/ 141، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

مگر وہابیہ اُسے نہیں مانتے۔

(۱۱) پیر صاحب دعا مانگتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ان کو اعتقاد و عمل میں امام احمد کے مذہب پر موت دے اور اسی پر حشر کرے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"قَالَ الإِمَامُ أَبُو عَبْدِ اللهِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ الشَّيْبَانِيُّ رَحِمَهُ اللهُ، وَأَمَاتَنَا عَلَى مَذْهَبِهِ أَصْلًا وَفَرْعًا"[45] (صفحہ ۸۷۱)

اِس سے معلوم ہوا کہ آپ حنبلی تھے۔ اکابر اہلِ حدیث نے بھی اِس امر کا اقرار کیا ہے کہ پیر صاحب حنبلی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے امام احمد کے مذہب کے اتباع میں جمعہ کی نماز کا وقت قبل از زوال (زوال سے پہلے) لکھا ہے۔ تو مقلد ہونے میں وہ ہمارے موافق ہوئے۔ وہ اپنے امام کی تقلید میں جو مسئلہ لکھتے ہیں، وہ ہم پر حجت نہیں ہے، ہم اپنے امام کے مقلد ہیں، وہ اپنے امام کے۔ اگر آپ کو پیر صاحب کا اتباع ہے تو مسائلِ مذکورہ بالا کے علاوہ تقلید میں بھی ان کا اتباع کرو۔ اگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید ناگوار ہے، تو نہ سہی؛ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی ہی کر لو۔

(۱۲) پیر صاحب فرماتے ہیں کہ جس مسئلہ میں فقہا کا اختلاف ہو، مثلاً ایک شخص امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مقلد ہو کر عاقلہ بالغہ عورت کا نکاح بغیر ولی کے کرتا ہے یا نبیذ (کھجور کی یا کشمش کی بھگوئی ہوئی شراب جو نشہ نہ دے) پیتا ہے، تو امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مقلد کو اس پر انکار جائز نہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "وَأَمَّا الَّذِي كَانَ الشَّيْءُ مِمَّا اخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ فِيهِ وَسَاغَ فِي الاجْتِهَادِ، كَشُرْبِ عَامِيٍّ النَّبِيذَ مُقَلِّدًا لأَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ، وَتَزْجِ امْرَأَةٍ بِلَا وَلِيٍّ عَلَى مَا عُرِفَ مِنْ مَذْهَبِهِ، لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ مِمَّنْ هُوَ عَلَى مَذْهَبِ الإِمَامِ أَحْمَدَ وَالشَّافِعِيِّ رَحِمَهُمَا اللهُ الإِنْكَارُ عَلَيْهِ" (صفحہ ۱۴۳)[46]

دیکھو! پیر صاحب، امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلد کو دوسرے امام کی تقلید سے روکنے کو منع فرماتے ہیں۔ اگر ان کے نزدیک تقلیدِ ائمہ جائز نہ ہوتی، تو ایسا کیوں لکھتے؟ معلوم ہوا کہ پیر صاحب مقلد کے لئے اپنے امام کو حق سمجھتے ہیں۔

(۱۳) غنیۃ الطالبین، صفحہ ۸۷۱ میں پیر صاحب ایک حدیث نقل کرتے ہیں جس میں حضور ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا كَبَّرَ الإِمَامُ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا، وَإِذَا قَالَ: {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ...} فَقُولُوا: "آمِينَ""[47]

یعنی جب امام تکبیر کہے تو تم بھی کہو، جب وہ قراءت کرے تو خاموش ہو جاؤ، اور جب وہ "غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ" کہے تو آمین کہو۔

---

45) (الغنية لطالبي طريق الحق، باب في الصلوات الخمس وبيان أوقاتها وأعدادها وسنتها وفضائلها، فصل وينبغي للمأموم أيضا ألا يسبق الإمام في التكبير، 2/ 203، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

46)("رہی بات ان امور کی جن میں فقہاء کا اختلاف ہو چکا ہے اور اجتہاد کی گنجائش ہو، جیسے کہ ایک عامی (عام شخص) کا امام ابو حنیفہ کی تقلید میں نبیذ (کھجور یا کشمش کا ایسا پانی جو نشہ آور نہ ہو) پینا، یا بغیر ولی کے عورت سے نکاح کرنا—جب یہ معلوم ہو کہ وہ شخص امام ابو حنیفہ کے مذہب پر ہے، تو ایسے امور پر انکار کرنا ان لوگوں کے لیے درست نہیں جو امام احمد بن حنبل یا امام شافعی کے مذہب پر ہیں۔"
یعنی: اگر کوئی شخص کسی ایسے مسئلے پر عمل کرتا ہے جس میں مجتہدین کا اختلاف ہے اور وہ اپنے امام کی پیروی کر رہا ہے، تو دوسرے مسلک والوں کو اس پر اعتراض یا انکار کا حق نہیں۔)(نوری)
(الغنية لطالبي طريق الحق، باب في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، فصل ينبغي لكل مؤمن العمل بهذه الآداب، 1/ 116، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

47)(الغنية لطالبي طريق الحق، باب في الصلوات الخمس وبيان أوقاتها وأعدادها وسنتها وفضائلها، فصل وينبغي للمأموم أيضا ألا يسبق الإمام في التكبير، 2/ 203، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیر صاحب کے نزدیک مقتدی کے لئے خاموشی لازم ہے جب امام قراءت کرے۔ اور آمین کا حکم "وَلَا الضَّآلِّينَ" کے بعد آیا ہے، لہٰذا قرأت کے دوران مقتدی کو خاموش رہنے کا حکم پہلے سے ہے۔ ہاں! چونکہ پیر صاحب امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے اور امام احمد کے نزدیک سورۂ فاتحہ کی قراءت مقتدی پر فرض نہیں، اِس لیے وہ خاموشی کے قائل ہیں۔ ملاحظہ ہو: جامع ترمذی۔

(۱۴) پیر صاحب صفحہ ۱۰۵ میں فرماتے ہیں کہ گیارہ بار سورہ اخلاص (قل ھو اللہ احد) اور دیگر قرآن کی سورتیں پڑھ کر اُن کا ثواب میت کو ہدیہ کیا جائے، چنانچہ فرماتے ہیں: "وَيُقْرَأُ إِحْدَى عَشَرَةَ مَرَّةً: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَغَيْرُهَا مِنَ الْقُرْآنِ، وَيُهْدَى ثَوَابُ ذَلِكَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ." [48]

لیکن اخبار اہلحدیث میں تصریح (واضح بیان) ہے کہ محدثین کے نزدیک قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا، دیکھو اخبار اہلحدیث ۶ جولائی ۱۹۶۸ء، ۱۰ اگست ۱۹۶۸ء اور ۲۹ مارچ ۱۹۶۹ء مگر پیر صاحب کے نزدیک یہ ثواب پہنچتا ہے۔

(۱۵) پیر صاحب صفحہ ۵۶۷ میں فرماتے ہیں کہ نمازِ تراویح بیس رکعت ہے، چنانچہ فرمایا: "وَهِيَ عِشْرُونَ رَكْعَةً." [49] (یعنی وہ بیس رکعت ہے) لیکن بعض حضرات بیس رکعت تراویح کے قائل نہیں ہیں۔

(۱۶) پیر صاحب غنية الطالبين، صفحه ۹۷ میں اللہ کے مقبول بندوں کے ذکر میں فرماتے ہیں:

فَيَكُونُ مِنْ أُمَنَاءِ اللهِ وَشُهَدَائِهِ، وَأَوْتَادِ أَرْضِهِ، وَمُنَجِّي عِبَادِهِ وَبِلَادِهِ وَأَحِبَّائِهِ [50]

یعنی وہ اللہ کے امانت دار بندوں، شہداء، اَوتاد، عباد، بلاد (شہروں)، اور احبّاء (محبوبین) میں سے ہو جاتا ہے۔

اِس مضمون کو پیر صاحب نے اپنی کتاب فتوح الغيب کے چوتھے مقالے میں ذکر کیا ہے، جہاں فرمایا: فَتَكُونُ شُحْنَةَ الْبِلَادِ وَالْعِبَادِ. [51]

یعنی وہ بندہ اللہ کے بندوں اور شہروں کا نگہبان بن جاتا ہے۔ یہ ہے پیر صاحب کا ارشاد۔ اب سوال یہ ہے: کیا آپ بھی اللہ کے مقبول بندوں کو "شُحْنَةُ الْبِلَادِ وَالْعِبَادِ" (یعنی اہل زمین کا نگہبان) سمجھتے ہیں یا ایسا کہنا آپ کے نزدیک شرک ہے؟

(۱۷) پیر صاحب فتوح الغيب کے ایک اور مقالے میں فرماتے ہیں:

"وَبِكَ تَنْكَشِفُ الْكُرُوبُ، وَبِكَ تُسْقَى الْغَيُوثُ، وَبِكَ تَنْبُتُ الزُّرُوعُ، وَبِكَ يُدْفَعُ الْبَلَاءُ وَالْمِحَنُ عَنِ الْخَاصِّ وَالْعَامِّ" [52]

---

48) (الغنية لطالبي طريق الحق، كتاب الآداب، سنن المجلس، 1/ 91، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

49) (الغنية لطالبي طريق الحق، كتاب الآداب، القسم الثالث في المجالس، مجلس: في فضائل شهر رمضان، فصل ويستحب لها الجماعة والجهر بالقراءة، 2/ 25، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

50) (الغنية لطالبي طريق الحق، كتاب آداب المريدين من الفقراء الصادقين سالكي طريق الصوفية، فصل: في الإرادة والمريد والمراد، 2/ 270، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

51) (سر الأسرار ومظهر الأنوار فيما يحتاج اليه الأبرار= فتوح الغيب للقطب الرباني الشيخ محيي الدين عبد القادر الجيلاني، المقالة الرابعة في الموت المعنوي، ص67،دار الكتب العلمية، 2010م)

52) (سر الأسرار ومظهر الأنوار فيما يحتاج اليه الأبرار= فتوح الغيب للقطب الرباني الشيخ محيي الدين عبد القادر الجيلاني، المقالة الرابعة في الموت المعنوي، ص67،دار الكتب العلمية، 2010م)

یعنی تیرے وسیلے سے الکروب(سختیاں) دور ہوتی ہیں، تیرے طفیل الغیوث(بارشیں) برستی ہیں، الزروع(زراعتیں) قائم ہوتی ہیں، تیرے ذریعہ سے البلاءوالمحن (بلائیں، مصیبتیں اور آزمائشیں) خاص وعام سے دور کی جاتی ہیں۔

اب عرض ہے: کیا آپ حضرات کا بھی وہی عقیدہ ہے جو پیر صاحب نے یہاں بیان فرمایا ہے؟

(۱۸) پیر صاحب فتوح الغیب کے تیرہویں مقالے میں فرماتے ہیں: "وَهُوَ قَوْلُهُ جَلَّ وَعَلَا فِي بَعْضِ الْكُتُبِ: يَا ابْنَ آدَمَ أَنَا اللهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا أَقُولُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُونُ، أَطِعْنِي أَجْعَلُكَ تَقُولُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُونُ." [53]

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض کُتُب میں فرمایا: اے ابنِ آدم! میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں کسی چیز کو کہتا ہوں "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے، تو میرا مطیع(تابعدار) بن جا، میں تجھے بھی یہ قدرت عطا کروں گا کہ تو بھی کسی شے کو کہے "ہو جا" تو وہ ہو جائے۔

کیا آپ بھی مانتے ہیں کہ اللہ کے مقبول بندے کو تکوین(خلق وتصرف کی قدرت) میں دخل حاصل ہے؟

(۱۹) پیر صاحب غنية الطالبين، صفحه۹۹۷ میں فرماتے ہیں کہ ہر مرید کے لیے پیر کا ہونا لازم ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"فَلَابُدَّ لِكُلِّ مُرِيدٍ لله عَزَّ وَجَلَّ مِنْ شَيْخٍ عَلَى مَا بَيَّنَا." [54]

کیا آپ کا بھی کوئی پیر ہے؟ پھر پیر صاحب فرماتے ہیں کہ مرید کو اپنے پیر کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ اس زمانہ میں اس سے بڑا کوئی بزرگ نہیں، تاکہ وہ اس سے فائدہ حاصل کرے۔ اب فرمایئے: آج کل جو حضرات اہلحدیث کہلاتے ہیں، وہ کس شیخ یا پیر کے مرید ہیں؟ اگر ہیں تو "نَعَمْ، الْوِفَاقُ" (بہترین مطابقت)، اور اگر نہیں تو پیر صاحب کے قول کے مخالف۔

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دَعاوِی مبارکہ

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بہت سے ایسے دعوے کئے جنہیں وہابی غیر مقلد کفر وشرک سمجھتے ہیں بلکہ اُن کی اہلسنت سے لڑائی بھی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اُن دعاوی(دعوؤں) کو حق تسلیم کرنے کی وجہ سے ہے، چند دعاوی یہاں عرض کر دوں:۔

(۱) شیخ المحدثین سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ "زبدۃ الاثار" میں لکھتے ہیں:

من قَالَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَا ابْطَالُ يَا أَطْفَالُ هُلُوا وَخُذوا عَنْ هُنَا الْبَحْرِ الَّذِي لَا سَاحِلَ لَهُ وَ عِزَّةِ رَبِّي إِنَّ السُّعَدَاءِ وَالْأَشْقِيَاءِ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَأَنَّ بُوبُوهُ عَيْنِي فِي اللَّوحِ الْمَحْفُوظِ وَأَنَا غَائِضُ فِي بِحَارِ عِلْمِ اللهِ [55]

یعنی اے بہادر والے فرزندو آؤ اور اس دریا سے کچھ لے لو۔ جس کا کنارہ نہیں قسم ہے اپنے رب کی تحقیق نیک بخت اور بد بخت لوگ مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور ہمارا گوشۂ چشم لوحِ محفوظ میں رہتا ہے اور میں اللہ کے علموں کے سمندروں میں غوطے لگا رہا ہوں۔

---

53) (سر الأسرار ومظهر الأنوار فيما يحتاج اليه الأبرار= فتوح الغيب للقطب الرباني الشيخ محيي الدين عبد القادر الجيلاني، المقالة الثالثة عشرة، في التسليم لأمر الله، ص79،دار الكتب العلمية، 2010م)

54)(الغنية لطالبي طريق الحق، كتاب آداب المريدين من الفقراء الصادقين سالكي طريق الصوفية، باب فيما يجب على المبتدي في هذه الطريقة، فصل وأما آدابه مع الشيخ، 2/ 281، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

55) (زبدۃ الآثار تلخیص بھجۃ الاسرار مترجم، جناب غوثِ اعظم کے مراتب، ص76، مکتبہ نبویہ لاہور، 2011ء)

فائدہ: یہ مقولہ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا بهجته الاسرار سے منقول ہے اور بهجة الاسرار، ملفوظاتِ غوثیہ ایسے ہی مستند ہیں جیسے کُتُبِ احادیث میں بخاری شریف۔

(۲) قصیدہ غوثیہ میں آپ کا شعر ذیل مشہور ہے:

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللهِ جَمْعًا*** كَخَرْدَلَةٍ عَلَى حِكْمِ اتِّصَالِ[56]

یعنی ہم نے اللہ کے سارے شہروں کو اِس طرح دیکھ لیا ہے جیسے چندرائی کے دانے ملے ہوئے ہوں۔

(۳) اور فرمایا: كَسَانِي خِلْعَةً بِطِرَازِ عِزٍّ ***وَتَوَجَّنِي بِتِيجَانِ الْكَمَالِ[57]

یعنی ذرہ نواز خدائے قدوس نے مجھے اولوالعزمی کی پوشاک مَرحمت (عنایت) فرمائی ہے جس پر نقش و نگار ہیں اور کمالیت کا تاج میرے سر پر رکھا ہے تمام ولیوں اور قُطبوں کا مختار بنایا، میرا حکم ہر وقت اور ہر حال میں۔

(۴) اور فرمایا: أَفْلَتَ شُمُوسُ الأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا***أَبَدًا عَلَى فَلَكِ الْعُلَى لَا تَغْرُبُ[58]

یعنی ہم سے پہلے لوگوں کے سورج غروب ہوگئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ اُفق پر رہے گا اور کبھی غروب نہ ہوگا۔

انتباہ: وہابی مانے یا نہ مانے غوث پاک رضی اللہ عنہ کا یہ دعوی نقد سودا ہے کہ جب سے غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی ولایت کا غلغلہ (چرچا، شہرت) چار دانگ عالم (دنیا کے ہر کونے میں) ہوا، تا حال ہر روز نئی آن (شوکت، عظمت) اور نئی شان (رفعت، مقام) سے آگے بڑھتا جارہا ہے۔ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے فرمایا:

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر　　یہ گھٹائیں اسے بڑھانا تیرا منظور ہے

اِرشادات

آپ کے دیگر ارشادات بھی ملاحظہ ہوں:۔

(۱) "وَالْأُمَنَاءُ عَلَى السَّرَائِرِ وَالْخَفِيَّاتِ"[59] اللہ تعالی عزوجل نے اولیاء اللہ کو لوگوں کے دلوں کے بھیدوں (رازوں) اور نیتوں پر مطلع فرمایا ہے کیونکہ میرے لئے اُن کے دلوں کو ٹٹولنے والا اور پوشیدہ باتوں کا امین بنایا ہے۔ (غنية الطالبين، صفحه ۸۳۱، ۸۳۲)

(۲) اور فرمایا: "ثُمَّ يَجْلِسُ عَلَى كُرْسِيِّ التَّوْحِيدِ، ثُمَّ يَرْفَعُ عَنْهُ الْحُجُبَ"[60] پھر ولی توحید کی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے پھر اس سے تمام حجابات اور پردے دور کر دئے جاتے ہیں (غنية الطالبين، صفحه ۸۲۶)

---

56) (سر الأسرار ومظهر الأنوار فيما يحتاج اليه الأبرار= فتوح الغيب للقطب الرباني الشيخ محيي الدين عبد القادر الجيلاني، والقصيدة المذكورة هي هذه، ص182،دار الكتب العلمية، 2010م)

57) (سر الأسرار ومظهر الأنوار فيما يحتاج اليه الأبرار= فتوح الغيب للقطب الرباني الشيخ محيي الدين عبد القادر الجيلاني، والقصيدة المذكورة هي هذه، ص182،دار الكتب العلمية، 2010م)

58) (سر الأسرار ومظهر الأنوار فيما يحتاج اليه الأبرار= فتوح الغيب للقطب الرباني الشيخ محيي الدين عبد القادر الجيلاني، ومن نظمه أيضًا رضي الله عنه، ص184،دار الكتب العلمية، 2010م)

59)(الغنية لطالبي طريق الحق، كتاب آداب المريدين من الفقراء الصادقين سالكي طريق الصوفية، فصل: ما المتصوف ومن الصوفي؟، 2/ 273، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

60)(الغنية لطالبي طريق الحق، كتاب آداب المريدين من الفقراء الصادقين سالكي طريق الصوفية، فصل: ما المتصوف ومن الصوفي؟، 2/ 273، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

فائدہ: یہ وہ ارشاد ہے جسے وہابیہ کفر کے فتوی جاری کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

ولایت پر فائز ہونے والے کو فرماتے ہیں:

"فَحِينَئِذٍ تُؤْمَنُ عَلَى الْأَسْرَارِ وَالْعُلُومِ اللَّدُنِّيَّةِ وَغَرَائِبِهَا، وَيُرَدُّ إِلَيْكَ التَّكْوِينُ وَخَرْقُ الْعَادَاتِ الَّتِي هِيَ مِنْ قِبَلِ الْقُدْرَةِ الَّتِي تَكُونُ لِلْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ، فَتَكُونُ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ كَأَنَّكَ أَحْيَيْتَ بَعْدَ الْمَوْتِ فِي الْآخِرَةِ، فَتَكُونُ كُلِّيَّتُكَ قُدْرَةً، تَسْمَعُ بِاللهِ، وَتَنْطِقُ بِاللهِ، وَتُبْصِرُ بِاللهِ، وَتَبْطِشُ بِاللهِ، وَتَسْعَى بِاللهِ، وَتُعْقِلُ بِاللهِ". [61]

پس اس وقت تم اَسرارِ خفیہ (پوشیدہ رازوں) اور علومِ لدنی (اللہ کی طرف سے عطا کردہ باطنی علم) اور اُن کے عَجائب و غَرائب (انوکھے پہلوؤں) کے امین اور محرم (رازدار) بن جاؤ گے، اور تم پر "تکوین" (کائنات میں تصرف کی صلاحیت) غالب آجائے گی، اور تم سے "خَرقُ العادات" (خلافِ معمول کرامتیں) ظاہر ہوں گی، جو اس قسم کی قدرت سے ہوں گی جو مومنین کو جنت میں حاصل ہو گی۔ پس تم اس حالت میں ایسے ہو جاؤ گے گویا کہ مرنے کے بعد آخرت میں زندہ کیے گئے ہو، اور تمہاری قدرت اس طرح ہو گی کہ تم اللہ کے ساتھ سنو گے، اللہ کے ساتھ بولو گے، اللہ کے ساتھ دیکھو گے، اللہ کے ساتھ پکڑو گے، اللہ کے ساتھ چلو گے، اور اللہ کے ساتھ سمجھو گے (یعنی تمہاری عقل بھی اللہ کے نور سے منور ہو گی)۔

تراویح: نمازِ تراویح کے متعلق پیر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ نبی کریم علیہ اَفضلُ الصلوٰۃِ والتسلیم کی سنت ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "وَهِيَ عِشْرُونَ رَكْعَةً"[62] یعنی "یہ بیس (۲۰) رکعتیں ہیں۔" (غنیۃ الطالبین، صفحہ ۴۸۹)

ہاتھوں کو بوسہ دینا

"وَإِنْ تَعَانَقَا وَقَبَّلَ أَحَدُهُمَا رَأْسَ الْآخَرِ وَيَدَهُ عَلَى وَجْهِ التَّبَرُّكِ وَالتَّدِينِ جَازَ."[63] (غنیۃ الطالبین، صفحہ ۳۱)

یعنی: اگر دو شخص بغلگیر ہوں (گلے ملیں) اور ان میں سے ایک دوسرے کے سر اور ہاتھ کو تبرک کے طور پر اور دینداری اور نیک نیتی کے اظہار کے طور پر چومے، تو یہ جائز ہے۔

قیامِ تعظیمی

"وَيَتَسَحَّبُ الْقِيَامُ لِلْإِمَامِ الْعَادِلِ وَالْوَالِدَيْنِ وَأَهْلِ الدِّينِ وَالْوَرَعِ وَكِرَامِ النَّاسِ"[64]

---

61) (سر الأسرار ومظهر الأنوار فيما يحتاج اليه الأبرار= فتوح الغيب للقطب الرباني الشيخ محيي الدين عبد القادر الجيلاني، المقالة الأربعون: متى يصح السالك أن يكون في زمرة الروحانيين، ص 109،دار الكتب العلمية، 2010م)

62)(الغنية لطالبي طريق الحق، كتاب الآداب، القسم الثالث في المجالس، مجلس: في فضائل شهر رمضان، فصل ويستحب لها الجماعة والجهر بالقراءة، 2/ 25، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

63)(الغنية لطالبي طريق الحق،كتاب الآداب، القيام للاحترام، 1/ 40، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

64)(الغنية لطالبي طريق الحق،كتاب الآداب، فصل: ويتسحب القيام للإمام العادل والوالدين وأهل الدين والورع وكرام الناس، 1/ 40، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1997 م)

یعنی: عادل بادشاہ، والدین، دیندار، پرہیز گار اور بزرگ آدمی کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا مستحب ہے۔ (غنیۃ الطالبین، صفحہ ۳۱)

اولیاءُ اللہ کو علمِ غیب

اولیاء اللہ کے علمِ غیب کے متعلق فرماتے ہیں:

(۱) "يَكْشِفُ لَهُمْ عَنِ الْمَلَكُوتِ وَيُضِيءُ لَهُمْ أَنْوَاعَ الْعُلُومِ مِنَ الْجَبَرُوتِ، وَيُلْقِنُهُمْ غَرَائِبَ الْحِكَمِ وَالْعُلُومِ، وَيُطَّلِعُهُمْ عَلَى مَا غَابَ عَنْهُمْ مِنَ الْأَقْسَامِ وَالْحُظُوظِ"[65]

یعنی اولیاء اللہ پر عالمِ ملکوت منکشف (ظاہر) اور اُن پر عالم جبروت کے کئی قسم کے عُلوم روشن ہو جاتے ہیں، عجیب و غریب علوم اور حکمتیں اُن پر اِلقاء کئے جاتے ہیں اور کئی قسم کی غیبی خبروں سے مطلع ہوتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

(۲) "إِذَا طَلَبْتَ اللهَ بِالصِّدْقِ أَعْطَاكَ مِرْآةً تَنْظُرُ فِيهَا كُلَّ شَيْءٍ مِنْ عَجَائِبِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ."[66]

یعنی جب تو اللہ کا سچائی سے طالب ہو گا تو اللہ تعالی تجھے ایک باطنی آئینہ عطا کرے گا، جس میں تو دنیا اور آخرت کے تمام عجائبات دیکھے گا۔ (غنیۃ الطالبین)

(۳) "وَهُوَ عَزَّ وَجَلَّ أَطَّلَعَهُمْ عَلَى مَا أَضْمَرَتْ قُلُوبُ الْعِبَادِ، وَانْطَوَتْ عَلَيْهِ النِّيَّاتُ، إِذْ جَعَلَهُمْ رَبِّي جَوَاسِيسَ الْقُلُوبِ"[67]

(فتوح الغیب، عربی مقالہ نمبر ۴۰، غنیۃ الطالبین، صفحہ ۸۳۳)

یعنی اسی کے ساتھ پکڑو گے، اسی کے ساتھ چلو گے، اسی کے ساتھ سوچو گے۔

(۴) جب انسان فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اور یہ ولایت اور ابدالیت کا انتہائی درجہ ہوتا ہے:

ثُمَّ قَدْ يُرَدُّ إِلَى التَّكْوِينِ فَيَكُونُ جَمِيعُ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ بِإِذْنِ اللهِ[68] (فتوح الغیب، عربی مقالہ نمبر ۴۲)

یعنی پھر اس کائنات پر تصرّف کرنے والا بنا دیا جاتا ہے پس وہ جس امر کی خواہش کرتا ہے تو اللہ تعالی کے حکم سے اسی طرح ہو جاتی ہے۔

(۵) وَبِكَ تَنْكَشِفُ الْكُرُوبُ، وَبِكَ تُسْقَى الْغَيُوثُ، وَبِكَ تَنْبُتُ الزُّرُوعُ، وَبِكَ يُدْفَعُ الْبَلَاءُ وَالْمِحَنُ عَنِ الْخَاصِّ وَالْعَامِّ[69]

(فتوح الغیب، عربی مقالہ نمبر ۴)

---

65) (الغنية لطالبي طريق الحق،كتاب الآداب، القسم الرابع في فضائل الأعمال، باب في ذكر فضائل أيام الأسبوع والأيام البيض وما ورد في صيام ذلك، فصل ويستحب لمن قام الليل أن ينام آخره، 2/ 156،دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

66) (الغنية لطالبي طريق الحق،كتاب آداب المريدين،باب المجاهدة والتوكل وحسن الخلق والشكر والصبر والرضا والصدق، فصل وأما الصدق،2/ 336،دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

67) (الغنية لطالبي طريق الحق،كتاب آداب المريدين،من الفقراء الصادقين سالكي طريق الصوفية، فصل: ما المتصوف ومن الصوفي؟،2/ 273،دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م)

68) (سر الأسرار ومظهر الأنوار فيما يحتاج اليه الأبرار= فتوح الغيب للقطب الرباني الشيخ محيي الدين عبد القادر الجيلاني، المقالة السادسة والأربعون في قوله عن الحديث القدسي من شغله ذكري.... إلى آخره ، ص117،دار الكتب العلمية، 2010م)

69) (سر الأسرار ومظهر الأنوار فيما يحتاج اليه الأبرار= فتوح الغيب للقطب الرباني الشيخ محيي الدين عبد القادر الجيلاني، المقالة الرابعة في الموت المعنوي، ص67،دار الكتب العلمية، 2010م)

یعنی تمہارے طفیل لوگوں کے غم، تکالیف اور سختیاں دور ہو جائیں گی اور تیری دعا اور برکت سے بارش ہو گی، تیرے وسیلے سے کھیت اُگائے جائیں گے اور تمہاری امداد سے خاص وعام بندوں کے مَصائب و آلام اور بَلیّات (آزمائشیں) دور کی جائیں گی۔(فتوح الغیب، عربی مقالہ نمبر ۰۴)

قصیدہ غوثیہ شریف کا ایک ایک شعر وہابیہ کیلئے زہرِ قاتل سے کم نہیں، چند اشعار تبرّکاً ملاحظہ ہوں:

واطلعني عَلَى سِرِّ قَدِيمٍ***وَقَلّدنِي وَأَعْطَانِي سُوءَ إِلى

مجھے ہے سِرّ قرآن سے نوازا، تاج پہنایا، جو کچھ مانگا مجھے دیتا رہا ہے خالق اکبر۔

وَوَلّانِي عَلَى الْأَقْطَابِ جَمْعًا***فَحُكْمِي نَافِذٌ فِي كُلِّ حَالِ

مجھے حق نے تمام اقطاب کا حاکم بنایا ہے، میرا ہر حال میں حکم نافذ ہے زمانے پر۔

فلو الْقَيْتُ سِرَى فِي بِحَارٍ***لَصَارَ الكُلُّ غَوْرًا فِي الزَّوَالِ

جو دریاؤں میں اپنا راز ڈالوں آب ہو غائب، خدا کی شان سے ہر بحر ہو ناپید پیدا بر۔

وَلَوْ الْقَيْتُ سِرِّى فِي جِبَالٍ***لَدُكَّتْ وَاخْتَفَتْ بَيْنَ الرِّمَالِ

اگر ڈالوں میں اپنا راز پتھر کے پہاڑوں میں، تو ریگ دشت کے ذرّوں میں گم ہو جائیں پس پس کر۔

وَلَوَالْقَيْتُ سِرِّى فَوقَ نَارٍ***لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِ حَالِي

اگر ڈالوں میں اپنا راز لو گو! جس بے جان پر خدائے پاک کی قدرت سے اٹھے زندگی پاکر۔

وَمَا مِنْهَا شُهُورٌ أَو دُهورٌ*** تَمُرُّ وَ تَنقَضِي إِلَّا أَتَالِي

زمانہ یا مہینہ ایسا دنیا میں نہیں آتا، غلامانہ سلامی جو نہ دے پہلے میرے در پر۔

وَتُخْبِرُنِي بِمَا يَاتِي وَيَجْرِى*** أَوْ تُعْلِمُنِي فَاقْصِرْ عَنْ جِدَالِي

مجھے ماضی و مستقبل سے خود آگاہ کرتا ہے، میرا تابع ہے، سارا وقت چپ اے منکر خود سر۔

مُرِيدِى هِمُ وطِبَ وَاشْطَحْ وَعَنِّى***وَافْعَلُ مَا تَشَاء فَالَا اسْمُ عَالِي

مرے طالب نڈر ہو، مست ہو اور گیت گا تا جا مرے صدقے خدا کا فضل ہے مجھ پر جو چاہے کر۔

مُرِيدِي لَا تَخَفْ اللهُ رَبِّي***أَعْطَانِي رِفْعَتَهً نِلْتُ الْمُنَالِي

میرے طالب نہ ڈر! اللہ میرا رب ہے اور اُس نے وہ دی رفعت، کیا ہر آرزو سے مجھ کو بہرور۔

بِلَادُ اللهِ مُلْكِى تَحْتُ حُكْمِى***وَوَقْتِى قَبْلَ قَلْبِى قُدْ صَفَالِي

خدا کے شہر میرا مِلک ہیں، میں اُن کا حاکم ہوں کہ تھا قبل از ولادت بھی مرا دل اَوجِ صفوت پر۔

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللهِ جَمْعًا***كَخَرُ دَلَتِهِ عَلَى حُكْمِ اتِّصَالِ

خدا کے شہر سب کے سب ہیں یوں پیشِ نظر میرے، کہ جیسے سامنے ہوں رائی کے دانے ہتھیلی پر۔

مَرِيدِي لَا تَخَفْ وَاشٍ فَإِنِّي***عُزُومٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

کسی بد گو سے اے میرے مرید باصفامت ڈر! کہاں مجھ ساعد و کش اور صاحب عزم میدان میں۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

مزید تفصیل و تحقیق فقیر کا رسالہ هَدِيَّةُ السَّالِكِينَ فِي تَوْضِيحِ غُنِيَّةِ الطَّالِبِينَ میں ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، وَصَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور، پاکستان